

امام شعرانی کے نزدیک ائمہ فقہ کے مابین اختلافات کی شرعی حیثیت

* سعید احمد

** محمد اعجاز

دین اسلام نے مسلم سوسائٹی اور قانونِ اسلامی کے روبہ تحرک و ارتقاء رہنے کے لیے جو اصول و مبادی متعارف کرائے ہیں ان میں سے ایک روشن اور نمایاں اصول ”اجتہاد“ ہے، جو ملتِ بیضاء کی علمی، فکری اور عملی صلاحیتوں کے ارتقاء اور انسانیت کی دینی و دنیوی اور مادی و روحانی فوز و فلاح کے لیے عطیہٴ خداوندی ہے۔ اسی اصول نے قانونِ اسلامی کی وسعت و ارتقاء اور سوسائٹی کے بدلتے ہوئے تقاضوں اور ضروریات سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ اجتہاد ہی ہے جس نے حرکی اصول (Principle of Movement) ہونے کے ناطے سے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں معاشرتی، معاشی، سیاسی اور دیگر متنوع مسائل و مشکلات حل کرنے اور سہولت و یسر فراہم کرنے میں مدد اور راہنمائی کی ہے۔ ائمہ مجتہدین نے اجتہاد ہی کے ذریعے تمدن کے پیدا کردہ پیش آمدہ مسائل و معاملات کے حل دریافت کیے اور دورِ حاضر میں فقہِ اسلامی کا جو گراں مایہ اور وسیع و وسیع سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے وہ دراصل ائمہ مجتہدین اور فقہا کی شبانہ روز اخلاص سے بھرپور اجتہادی کاوشوں کا مرہونِ منت ہے۔ اور یہ قانونِ اسلامی ہی کی نمایاں خصوصیت ہے کہ اس کے اصول و مبادی تغیر پذیر تمدنوں اور معاشروں کی راہنمائی اور ارتقاء کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور ان کی روشنی میں طے ہونے والا سفر زندگی کے پُرخطر راستوں پر پیش آمدہ ہر قسم کے مسائل اور مشکلات سے تحفظ فراہم کرتا رہے گا۔

چونکہ مشیتِ الہی میں پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ شریعتِ اسلامی پر ایمان لانے والے نفوسِ قدسیہ پیش آنے والے مسائل و معاملات کا حل قرآن و سنت کے اصول و مبادی کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے پیش کریں گے اس لیے ان کی اجتہادی کاوشوں سے پہلے ہی صادق و امین رسول ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد جاری کرا دیا تھا:

"إذا حکم الحاکم فاجتهدو أصاب فله أجران" (1)

”جب کوئی صاحبِ حکم اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ

فیصلہ مبنی بر صواب بھی ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔“

کیونکہ اجتہاد دراصل طے شدہ اصول و مبادی کی روشنی میں تغیر پذیر حالات و واقعات میں پیش آمدہ مسائل کے شرعی حکم کے انکشاف کا نام ہے جو درحقیقت قرآن و سنت کی پہنائیوں میں مخفی ہیں۔ لیکن اجتہاد ہر کس و ناکس کا منصب نہیں ہے بلکہ یہ اُس سعیِ بلیغ سے عبارت ہے جو اجتہاد کی

* اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

مطلوبہ صلاحیت و شرائط کا اہل شخص کتاب و سنت اور اجماع کی روشنی میں شریعت کے عملی احکام تک رسائی کے لیے بروئے کار لاتا ہے۔ ورنہ اجتہاد ممنوع ہے بلکہ اگر مطلوبہ شرائط اور صلاحیت سے عاری شخص اجتہاد کرے گا تو حرام کا مرتکب اور گنہگار ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حق جاننے کے باوجود اس کے خلاف فیصلہ دینے والے اور جہالت کی بنا پر فیصلہ دینے والے قاضیوں کو جہمی قرار دیا ہے۔ (2) اور جہلاء کے مبنی پر جہالت افتاء کو ان کے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی گمراہی کا باعث قرار دیا ہے۔ (3)

ائمہ مجتہدین اور ان کے مذاہب فقہیہ:

دوسری صدی ہجری کے شروع سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے آخری نصف کا زمانہ اجتہاد کا سنہری زمانہ ہے جس میں آسمان اجتہاد پر تیرہ مجتہدین نمایاں ہوئے جن کے مذاہب کی تدوین اور ان کی آراء کی تقلید کی گئی لیکن ان میں سے چار ائمہ مجتہدین کے مذاہب نہ صرف باقی رہے بلکہ عالم اسلام نے انہیں شرف قبولیت بخشا۔ یہ مذاہب فقہ، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں۔ یہ مذاہب اپنے بانٹیوں کے نام سے منسوب ہوئے۔

مذاہب ائمہ داخل شریعت ہیں:

امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی تالیف ”المیزان الکبریٰ“ میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جملہ ائمہ کرام ہدایت پر ہیں اور ان کے مذاہب داخل شریعت ہیں۔ فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ میں اس کتاب کو پڑھاتے وقت علماء کے اقوال اور مذاہب فقہ کے دلائل بیان کر رہا تھا تو ایک طالب علم میرے پاس آیا اور میری گفتگو سن کر یہ سمجھ لیا کہ یہ ان مذاہب کے اندر یہ اختیار دے رہے ہیں کہ چاہے ہم عزیمت کو اختیار کریں یا رخصت کو، کہنے لگا کہ وہ تو کسی مذہب فقہی کے پابند نہیں ہیں بجائے اس کے کہ وہ میری وسعت علمی کی داد دیتا کہ مجھے جملہ ائمہ مجتہدین کے دلائل معلوم ہیں، اُلٹا میری مذمت کرنے لگا اور اُس کی بدگمانی کا منشاء یہ تھا کہ میں بار بار یہ کہہ رہا تھا:

إن جميع الأئمة علي هُدي من رِحم

کہ تمام ائمہ اپنے رب کی طرف ہدایت پر ہیں۔

میں اُس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا کرتا ہوں کیونکہ وہ اس کتاب ”المیزان الکبریٰ“ کے منفرد مضامین نہ

سمجھنے کی وجہ سے معذور ہے۔ (4)

آپ نے امام سیوطی کے حوالے سے اجتہاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

1- اجتہاد مطلق غیر متناسب

2- اجتہاد مطلق متناسب

اور ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو پہلے درجہ میں رکھا ہے۔ (5)

نیز آپ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ دین میں رائے مذموم ہے اور تمام ائمہ مجتہدین قول بالرئے سے بری ہیں۔“ (6)

ائمہ مجتہدین قال اور حال میں رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں:

ائمہ مجتہدین چونکہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و احوال کو سامنے رکھ کر مسائل کا استنباط کرتے ہیں اس لیے کسی مقلد کو زیبا نہیں کہ وہ ائمہ مذاہب کے اقوال میں سے کسی قول میں توقف کرے اور اس پر ان سے دلیل کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ ان کے حق میں سوء ادب ہے اور وہ کیسے ان کے اقوال پر عمل پیرا ہونے میں توقف کر سکتا ہے جن کی بنا صحیح احادیث اور کشفِ صحیح پر ہو جو کبھی شریعت کے مخالف نہیں ہوتا! کیونکہ علم کشفِ امورِ واقعہ کی خبر دینے کا نام ہے۔ اور جب آپ اس کی تحقیق کریں گے تو اسے کسی معاملہ میں بھی خلافِ شریعت نہیں پائیں گے کیونکہ یہ عین شریعت ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ امر واقع ہی کی خبر دیتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ باطل اور ظن سے پاک ہیں۔ امام شعرانی اپنے استاد حضرت علی المرصفی ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں بارہا یہ فرماتے ہوئے سنا:

”كان ائمة المذاهب رضي الله عنهم وارثين لرسول الله صلى الله عليه وسلم في

علم الأحوال و علم الأقوال معاً“ (7)

”یہ کہ ائمہ مذاہب حال اور قال ہر دو علوم میں رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں۔“

اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ ائمہ مجتہدین نے حضرات صحابہ کرام کا راستہ اختیار کیا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں:

”و معلوم أن المجتهدين علي مدرجة الصحابة سلكو فلا تجد مجتهداً إلا و سلسلته

متصلة بصحابي قال بقوله أو بجماعة منهم“ (8)

”اور یہ بات معلوم ہے کہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام ﷺ کے راستے کو ہی اختیار کیا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر مجتہد کا سلسلہ ایک صحابی کے قول کے ساتھ متصل ہوگا یا صحابہ کرام ﷺ کی جماعت کے نقطہ نظر سے۔“

نیز امام شعرانی نے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کی پیروی کو دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے۔ (9)

امام ابن حزم کا اعترافِ حقیقت:

امام شعرانی، ابن حزم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ابن حزم کہا کرتے تھے:

”جميع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشريعة و إن خفي دليله علي العوام، و من أنكر ذلك فقد نسب الأئمة إلي الخطأ و أنهم يشرعون ما لم يأذن به الله و ذلك ضلال من قائله عن الطريق والحق أنه يجب اعتقاد أنهم لولا رأو دليلاً ما

شرعوه“ (10)

”وہ تمام احکام جن کا مجتہدین نے (قرآن و سنت سے) استنباط کیا ہے، شریعت ہی میں شمار کیے جائیں گے اگرچہ ان کے دلائل عوام پر مخفی ہوں۔ اور جس نے اس کا انکار کیا ہے تو اس نے درحقیقت ائمہ کی طرف خطا منسوب کی ہے کہ وہ ان امور کو شریعت میں داخل کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور ایسا کہنے والا گمراہ ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اگر ائمہ مجتہدین ان احکام کی کوئی دلیل شریعت میں نہ پاتے تو پرگز اس کو شریعت میں داخل نہ فرماتے۔“

مذہب فقہ پر عمل پیرا لوگ ہدایت کے پیروکار تھے:

امام شعرانی مختلف مذاہب فقہ پر عمل کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

”فاني وجهت في هذه الميزان ما يقاس عليه جميع الأقوال المستعملة والمندرسه، و علمت أن الذين عملوا بتلك المذاهب و دانوا الله بما أفتوا بها الناس إلي أن ماتوا كانوا علي هدي من ربحم فيها عكس من يقولون انهم كانوا في ذلك علي خطأ“ (11)

”میں نے اس کتاب ”الميزان“ میں ان امور کو اچھی طرح بیان کیا ہے، جن پر اقوال معمولہ اور غیر معمولہ کی بنا ہے اور جان لیا ہے کہ جو لوگ ان مذاہب پر عمل پیرا تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا دین سمجھ کر ان کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، یہاں تک کہ اصل بحق ہو گئے، اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر تھے بر خلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ وہ غلطی پر تھے۔“

ائمہ مجتہدین، حقیقت اور شریعت دونوں کے عالم تھے:

امام شعرانی نے یہ امر بھی واضح کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین صرف ظاہر شرع کا ہی علم نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ حقیقت کے بھی عالم تھے اور جو اس کے منکر ہیں وہ ائمہ مجتہدین کے مقام سے جاہل ہیں آپ فرماتے ہیں:

”فوا الله لقد كانوا علماء بالحقيقة و الشريعة معاً و أن في قدرة كل واحد منهم أن ينشر الأدلة الشرعية علي مذهبه و مذهب غيره بحكم مرتبي هذه الميزان فلا يحتاج أحد بعده إلي النظر في أقوال مذهب آخر لكنهم كانوا أهل انصاف و أهل كشف، فكانوا يعرفون أن الأمر يستقر في علم الله تعالیٰ علي عدّة مذاهب مخصوصة لاعلي مذهب واحد، فأبقي كل واحد لمن بعده عدّة مسائل عرف من طريق كشفها أنها تكون من جملة مذهب غيره“ (12)

”میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ائمہ مجتہدین حقیقت اور شریعت دونوں کے عالم تھے اور ان میں سے ہر ایک اس پر قادر تھا کہ اپنے اور دوسروں کے مذہب پر ادلہ شرعیہ کو اس میزان کے دونوں مرتبوں کے موافق جاری کرے اور اس کے بعد پھر کوئی شخص دوسرے مذہب کے اقوال میں نظر کرنے کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ حضرات منصف مزاج اور اہل کشف تھے اس لیے وہ جانتے تھے کہ یہ علم الہی جل شانہ میں طے ہو چکا ہے کہ چند مذاہب مخصوصہ عام ہوں گے نہ کہ صرف ایک مذہب۔ تو ہر امام مجتہد نے اپنے مابعد مجتہد

کے لیے چند ایسے مسائل چھوڑ دیے جن کے بارے میں بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا کہ یہ دوسرے مذہب میں شامل ہوں گے۔“

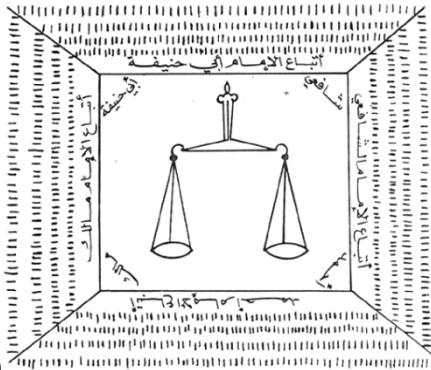
مذہبِ اربعہ قیامت تک باقی رہیں گے:

امام شعرانی نے پہلے یہ میزان علمی، ایمانی اور تعلیمی حیثیت سے حضرت خضرؑ سے حاصل کیا پھر اپنے مرشد حضرت علیؑ خواص سے منازل سلوک طے کیے اور اتنے کثیر مجاہدے کیے کہ اشیاء کی حقیقت تک پہنچ گئے، نہ صرف سرچشمہ شریعت پر مطلع ہوئے بلکہ کسی چیز کو دیکھتے ہی اُس کے حلال یا حرام ہونے کو بھی محسوس کر لیتے تھے۔ پھر آپ نے سرچشمہ شریعت سے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کو ندیوں کی صورت میں رواں دیکھا، فرماتے ہیں:

”و من جملة ما رأيت في العين جداول جميع المجتهدين الذين اندرست مذاهبهم لكنّها ليست و صارت حجارة و لم أر منها جدولاً يجري سوي جداول الأئمة الأربعة فأولت ذلك بقاء مذاهبهم إلي مقدمات الساعة، و رأيت اقوال الأئمة الأربعة خارجة من داخل الجداول“ (13)

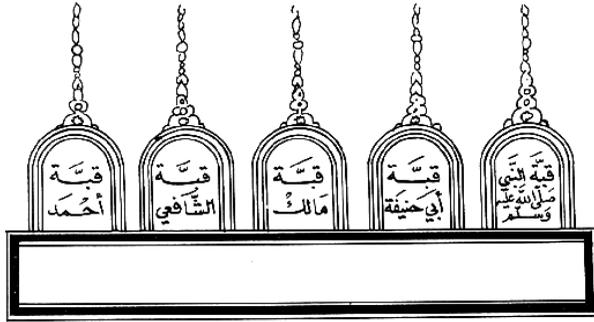
”اور منجملہ ان بہت سی ندیوں کے، جو میں نے سرچشمہ شریعت سے نکلتی دیکھی ہیں، ان تمام مجتہدین کے مذاہب کی ندیاں بھی ہیں، جن کے پرانے ہونے کی وجہ سے وہ ندیاں خشک ہو کر پتھر بن گئی ہیں اور میں نے مذاہبِ اربعہ کی ندیوں کے علاوہ کسی ندی کو رواں نہیں دیکھا تو اس سے میں نے اخذ کیا کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب قیامت تک باقی رہیں گے اور میں نے ائمہ اربعہ کے اقوال کو ندیوں سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔“

آپ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ تمام مذاہبِ سرچشمہ شریعت سے اس طرح متصل ہیں جس طرح ہتھیلی سے انگلیاں اور تیر سے اُس کا سایہ متصل ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے مندرجہ ذیل تصویر کے ذریعے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ روزِ محشر حساب کتاب کے وقت ائمہ اربعہ کہاں تشریف فرما ہوں گے اور ان کے متبعین بغرض شفاعت ان کے پیچھے کہاں کھڑے ہوں گے؟



(14)

پھر آپ نے جنت کی نہر حیات پر ائمہ مجتہدین کے ان گنبدوں کی تصویر دی ہے جو رسول اللہؐ کے گنبد مبارک کے بعد ہے، جس سے واضح کیا ہے کہ ائمہ اربعہ کو یہ مقام رسول اللہؐ کی شریعت کے اتباع سے حاصل ہوا ہے تو جنت میں ان کے لیے اعلیٰ درجہ کی نعمت رسول اللہؐ کا دیدار ہوگا۔



(15)

سرچشمہ شریعت پر آگاہی کی شرائط:

امام شعرانی نے پہلے اپنے بارے میں بتایا کہ وہ کس طرح سرچشمہ شریعت پر آگاہ ہوئے؟ بعد ازیں ان افراد کی بھی راہنمائی کی ہے جو اس سرچشمہ سے آگاہی چاہتے ہیں، آپ نے سرچشمہ شریعت پر آگاہی کے لیے مندرجہ ذیل شرائط طے کی ہیں:

- 1- کسی ایسے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت ہو، جو حرکت اور سکون کی ترازو اور اس کے کانٹے سے واقف ہو اور اپنے آپ کو مکمل طور پر شیخ کے حوالے کر دے وہ جیسے چاہے تصرف فرمائے۔
- 2- ہر وقت باوضو رہے، جب تک سلوک میں رہے تو بلاضرورت افطار نہ کرے اور حالت اضطرار کے بغیر کچھ نہ کھائے اور صرف اس شخص کا کھانا کھائے جو واقعاً صاحب تقویٰ ہو۔
- 3- لحظہ بھر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو بلکہ دن رات اُس کے مراقبہ میں مشغول رہے۔ کبھی اپنے نفس کو مقام احسان میں حاضر کرے گویا کہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے اور کبھی مقام ایقان میں، جس کا درجہ احسان کے بعد ہے۔ پھر اس بات پر یقین کرے کہ پروردگار کو حالت ایمان میں دیکھ رہا ہوں نہ کہ حالت شہود میں۔ کیونکہ اسی میں باری تعالیٰ کی کامل تنزیہ

ہے۔ (16)

امام عبدالوہاب شعرانی □، چونکہ صرف علم ظاہر ہی نہیں بلکہ عرفان و طریقت کے بھی شناور ہیں اس لیے آپ کی رائے علم شریعت اور اسرارِ معرفت کے ہر دو میزانوں میں پوری اترتی ہے۔

ائمہ فقہ کے مابین اختلافات اور ان کی نوعیت:

امام عبدالوہاب شعرانی □ نے نہ صرف ائمہ فقہ کے مقام و مرتبہ کو واضح کیا ہے بلکہ ان کے مابین فقہی فروعی اختلافات کی حیثیت و نوعیت کا بھی تعین کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”أنه سبحانه و تعالي لم يجعل كل نافع نافعاً مطلقاً ولا كل ضارّ ضاراً مطلقاً، بل ربما نفع هذا ما ضرّ هذا و ضرّ هذا ما نفع هذا، و ربما ضرّ هذا في وقت ما نفعه في وقت آخر و نفع هذا في وقت ما ضرّه في وقت آخر، كما هو مشاهد في الموجودات الحسية والمدركات المعنوية لمعان جلت عن الإدراك بالافكار و أسرار خفيت إلا علي من أراد عالم الأسرار و من هنا يتحقق أن كلا ميسّر لما خلق له، و أن ذلك انما هو تمام شؤون الأولين و الآخرين و أن الله هو الغني عن العالمين“ (17)

”یہ کہ پروردگارِ عالم نے ہر نفع بخش چیز کو مطلقاً نافع بنایا ہے نہ ہر ضرر رساں چیز کو مطلقاً مُضر، بلکہ ایک چیز بسا اوقات اگر کسی کے لیے مفید ہے تو بعینہ وہی چیز کسی لیے نقصان دہ بھی ہے اور اسی طرح اس کے برعکس۔ یہاں تک کہ ایک چیز ایک وقت میں اگر اس کے لیے نفع بخش ہے تو دوسرے وقت میں اُس کے لیے نقصان دہ بھی ہے۔ اس حقیقت کا مشاہدہ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی اشیا میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے بھید ہماری فکرِ نارسا کی دسترس میں نہیں ہیں۔ ہاں مگر جس پر صاحبِ اسرارِ پروردگارِ ظاہر فرما دے (تو الگ بات ہے) اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اور یہی حقیقت اولین و آخرین کے جملہ معاملات کا حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“

امام شعرانی مندرجہ بالا حقیقتِ افروز اور ناقابلِ تردید دلیل کے بعد فروعی فقہی اختلافات کی نوعیت کا تعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”و حیث تقررت لك يا أخي هذه القاعدة العظيمة، علمت أن الله تعالی لم یمکر بسعید من حیث کلفه أبداً، و أن اختلاف ائمة هذه الأمة في فروع الدين احمد عاقبة و أقوم رشداء، و أن الله تعالی لم یخلقنا عبثاً، و لم ینوع لنا التکالیف سُدی، بل لم یلهم أحدا من المکلفین العمل بأمر من أمور الدين تعبه به علي لسان أحد من المرسلین، أو علي لسان امام من أئمة الهدي المجتهدین، إلا و في العمل به علي وجهه في ذلك الوقت أعلي مراتب السعادة ذلك المکلف المقسومة له حیثئذ و اللاتقة بحاله، ولا یصرفه عن العمل بقول إمام من أئمة الهدي إلي العمل بقول إمام آخر منهم إلا و فیما صرفه عنه انحطاط في ذلك الوقت عن الأكمل في درجته اللاتقة به رحمة منه سبحانه و تعالی بأهل قبضة السعادة، و رعاية للحظ الأوفر لهم في دینهم و دنیاهم كما یلاطف الطیب الحیب، و لله المثل الأعلي وهو القریب الحیب، لا سیما وهو الفاعل المختار في الأموات والأحیاء، والمدبر المرید لكل شیء من سائر الاشیاء“ (18)

”اے بھائی! اس قاعدہ عظیمہ کے واضح ہوجانے کے بعد آپ نے یہ جان لیا ہوگا کہ سعادت مند کو ہمیشہ کے لیے مکلف بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ دھوکہ نہیں کیا اور یہ کہ اس اُمت کے ائمه کا فروعِ دین میں اختلاف انجامِ کار زیادہ محمود اور مضبوط ہدایت کا باعث ہے اور ہمیں عبثِ تخلیق نہیں فرمایا اور اسی طرح ہمیں مختلف احکام کا فضول مکلف نہیں بنایا بلکہ جب کوئی مکلف امورِ دینیہ میں سے کسی امر کو کسی رسولؐ یا کسی امام کے فرمان کی وجہ سے عبادت سمجھ کر بجا لاتا ہے تو اُسے اس کے شایانِ شان ازلی مراتبِ سعادت میں سے ایک مرتبہ سعادت حاصل ہوتا ہے اور جب کوئی ائمه مجتہدین میں سے کسی امام کے فرمان کو چھوڑ کر کسی دوسرے

امام مجتہد کے فرمان پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے شایانِ شان مرتبہ عطا فرماتا ہے جو پہلے امام کی پیروی میں ممکن نہ تھا۔ یہ محض اُس پروردگار کی طرف سے نیکوکار لوگوں پر رحمت اور اُن کے لیے دین و دنیا میں رعایت کا باعث ہے جس طرح طبیب اپنے پیارے مریض کی صحت کے لیے بدل بدل کر نسخے تجویز کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ان مثالوں سے ماورا ہے اور سب کے قریب اور سب کی التجائیں سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ بالخصوص زندہ اور مردہ لوگوں میں تصرف کرنے میں مختار اور جملہ اشیاء میں سے ہر ہر شے میں ارادہ فرمانے والا اور عمدہ تدبیر سے کام لینے والا ہے۔“

امام عبدالوہاب شعرانی □ نے نہایت واضح دلائل اور براہین کے ساتھ اس حقیقت کو ثابت کیا ہے کہ مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی و حنبلی) کے ائمہ اور ان کے مقلدین ظاہری اور باطنی طور پر اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اس لیے کسی بھی مذہبِ فقہ کا پیروکار یا ایک مذہب سے رجوع کر کے دوسرے مذہب کی پیروی کرنے والا یا بوقتِ ضرورت کسی خاص مسئلہ میں اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے امام کی تقلید کرنے والا ہرگز گمراہ نہیں ہے بلکہ وہ ہدایت پر ہے۔ اس لیے کہ فقہ کے مذاہبِ اربعہ شریعت میں داخل ہیں۔ امام شعرانی لکھتے ہیں:

”و أن اختلافهم إنما هو رحمة بالأمّة نشأ عن تدبير العليم الحكيم، فعلم سبحانه و تعالی أن مصلحة البدن والدين والدنيا عنده تعالی لهذا العبد المؤمن في كذا، فأوجده له لطفاً منه بعباده المؤمنين، إذ هو العالم بالأحوال قبل تكوينها، فالمؤمن الكامل يؤمن ظاهراً و باطناً أن الله تعالی لو لم يعلم أزلًا أن الأصلاح عنده تعالی لعباده المؤمنين انقسامهم علي نحو هذه المذاهب لما أوجدها لهم و أقرهم عليها، بل كان يحملهم علي أمر واحد لا يجوز لهم العدول عنه إلي غيره كما حرّم الاختلاف في أصل الدين“ (19)

”اور یہ کہ ائمہ مجتہدین کا اختلاف اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے، جو علیم و حکیم پروردگار کی تدبیر سے وجود پذیر ہوا ہے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جانتا ہے کہ اس بندۂ مومن کی بدنی، دینی اور دنیوی مصلحت کس میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے اہل ایمان بندوں پر لطف فرماتے ہوئے اُس کے لیے پیدا کی ہے۔ کیونکہ وہ کائنات کی تکوین سے پہلے ہی تمام احوال کا عالم ہے۔ پس کامل مومن اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ازل سے اس بات کا علم نہ ہوتا کہ اُس کے اہل ایمان بندوں کو ان مذاہبِ فقہ پر منقسم کرنے میں ہی زیادہ مصلحت ہے تو نہ تو ان مذاہبِ فقہ کو پیدا کرتا اور نہ ہی انہیں ان پر باقی رکھتا بلکہ ان سب کو ایک ہی طریقے کا پابند کر دیتا جس کے علاوہ کسی اور طریقے کی طرف عدول جائز

نہ ہوتا۔ جیسا کہ اصولِ دین میں اختلاف (اور ان سے عدول) کو حرام قرار دیا ہے۔“

امام شعرانی □ نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ فروع میں اختلاف، اصول میں اختلاف کی طرح نہیں ہے کیونکہ اول الذکر جائز اور مستحسن ہے جب کہ الثانی الذکر ناجائز اور حرام ہے اور اس سلسلہ میں حدیثِ نبوی □ ہمارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے جس میں رسول اللہ □ نے بالصراحت فرمایا ہے کہ میری اس امت کا اختلاف رحمت ہے حالانکہ ہم سے پہلے لوگوں کے حق میں عذاب تھا۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ کے مابین (علمی و فکری) اختلاف کا رحمت ہونا، امتِ مسلمہ میں نبی کریم □ کے خصائص میں ہے۔ ہاں البتہ خلاف اور مخالفت دوسری چیز ہے۔ جس کی قرآن و سنت میں ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اختلاف، دلیل پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ خلاف اور مخالفت کے پس پردہ انا اور عصبیت ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ امام شعرانی مذہبِ اربعہ کے ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کو بالعموم اور امام ابوحنیفہ □، فقہِ حنفی اور ان کے مقلدین کو بالخصوص برسرِ ہدایت سمجھتے ہیں۔ اور ائمہ فقہ کے مابین اختلاف کو اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت کا مظہر اور امت کے حق میں رحمت قرار دیتے ہیں۔ اور یہ رسول اللہ □ اور اس امت (امتِ مسلمہ) کی ہی خصوصیت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

-
- 1- صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب اجر الحاكم اذا اجتهد
 - 2- ابو داؤد، السنن، کتاب الاقضية، باب في القاضي يخطيء
 - 3- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب كيف يقبض العلم
 - 4- الميزان الكبرى، ۱ / ۱۴
 - 5- ايضاً، ۱ / ۲۱
 - 6- ايضاً، ۱ / ۱۳
 - 7- ايضاً، ۱ / ۵۵، ۵۶
 - 8- ايضاً، ۱ / ۳۹
 - 9- ايضاً، ۱ / ۶۵
 - 10- ايضاً، ۱ / ۲۵
 - 11- ايضاً، ۱ / ۱۵
 - 12- ايضاً، ۱ / ۵۴
 - 13- ايضاً، ۱ / ۲۸
 - 14- ايضاً، ۱ / ۶۳
 - 15- ايضاً، ۱ / ۶۶
 - 16- ايضاً، ۱ / ۲۷
 - 17- ايضاً، ۱ / ۱۰
 - 18- ايضاً، ۱ / ۱۰، ۱۱
 - 19- ايضاً، ۱ / ۱۱